

## 310680-کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فضوب یہ سوال ٹابت ہے؟ کہ کیا آپ نے اپنے رب کو جانب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے پہچانا؟

سوال

یہ حدیث جس میں ہے کہ : ایک شخص نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سوال پوچھا : کیا آپ نے اپنے رب کو جانب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہچانا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے رب کے ذریعے پہچانا۔۔۔ اس کیا یہ صحیح ہے؟

جواب کا خلاصہ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف فضوب یہ سوال کہ : "کیا آپ نے اپنے رب کو جانب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے پہچانا۔۔۔ اس" یہ بات شیعوں کی کتابوں میں ایک لبسے واقعہ کے ضمن میں موجود ہے، اس کے جھوٹا ہونے کے دلائل اسی واقعہ میں بالکل واضح ہیں، شیعہ اس واقعہ کے ذریعے سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے علم کی تتفصیل کرنا چاہتے ہیں، مزید یہ بھی کہ شیعہ یہ واقعہ متمم بالذنب اور مجہول راویوں کی سند سے بیان کرتے ہیں۔

پسندیدہ جواب

مشمولات

- اول : سیدنا علی کی طرف فضوب قول کی صحت پر تبصرہ
- دوم : جملے کے مفہوم پر تبصرہ

### اول : سیدنا علی کی طرف فضوب قول کی صحت پر تبصرہ

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اس قول کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کو صراحت کے ساتھ جھوٹ قرار دیا ہے، انہوں نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ : "محمد بن اشرس سلمی کہتے ہیں کہ ہمیں محمد بن سعید حروی نے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اسماعیل بن تیجی بن عبد اللہ تیجی اور علی بن ابراہیم ہاشمی دونوں نے خبر دی، وہ دونوں تیجی بن عقیل خرامی سے بیان کرتے ہیں اور وہ اپنے باپ سے کہ علی بن ابی طالب سے ایک شخص نے پوچھا : کیا آپ نے اللہ کی معرفت محمد کے ذریعے حاصل کی یا محمد کی معرفت اللہ کے ذریعے حاصل کی؟"

تو سیدنا علی نے کہا : اگر میں اللہ تعالیٰ کو جانب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے پہچانتا تو محمد صلی اللہ تعالیٰ و سلم کو اللہ تعالیٰ کے ذریعے پہچانتا تو مجھے اللہ کے رسول کی ضرورت نہ رہتی، البتہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی بلا کیف معرفت خود ہی اپنی مشیت سے عطا کی۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اس لیے بنایا کہ قرآن اور ایمان کی تبلیغ کر دیں، اسلام پر لوگوں کو پختہ دلائل کے ساتھ کاربند کر دیں، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ جو کچھ بھی لائے میں نے اس کی تصدیق کی؛ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے احکامات سے متسادم کوئی بھی چیز نہیں لے کر آتے، نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سے پہلے آنے والے رسولوں کی خلافت کی، بلکہ آپ توہہ ایت، کامیابی کا وعدہ اور پہلی مژہبیت کی تصدیق لے کر آتے۔"

ابن الجوزی کہتے ہیں :

یہ حدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر بہتان ہے؛ کیونکہ آپ کا مقام و مرتبہ ایسی بات کئنے سے کہیں بلند ہے، اس بہتان کا الزام محمد بن سعید نامی راوی پر لگتا ہے، مزید برآں یہ بھی ہے کہ محمد

بن سعید کا استاد اسماعیل بھی ہے، اور اسماعیل کے بارے میں ابن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ شخص ثقہ راویوں سے باطل قسم کی راویتیں بیان کرتا ہے، جبکہ ہاشمی کا تو علم ہی نہیں ہے کہ وہ کون ہے! "ختم شدراز": "العلل المتناہیة في الأحاديث الواهية" (942/2)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ اسے تباہ و بر باد فرمائے جس نے یہ روایت گھڑی ہے، اس کا راوی محمد بن اشرس سلمی کذاب ہے، وہ محمد بن سعید سے بیان کرتا ہے اور وہ اسماعیل بن محبی سے جو کہ متمم بالذب راوی ہے۔" "ختم شدراز" تلخیص کتاب العلل المتناہیة" (ص 370)

اسی طرح علامہ شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مسوب بات کہ ان سے کہا گیا: کیا آپ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اللہ کو پہچانا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے ذریعے پہچانا؟ تو انہوں نے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی، ہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے خود ہی اپنا تعارف کروایا، بلا کیف اور جیسے چاہا کروایا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بن کر مبعوث فرمایا تاکہ قرآن کی تبلیغ کریں۔۔۔ اخراج اس واقعہ کو جو زمانی نے "واحیات" میں ذکر کیا ہے۔ ابن الجوزی کہتے ہیں کہ: یہ حدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر مجموع ہے۔" "ختم شدراز" الخوارج مجموعہ" (ص 455)

شیعہ کی کتابوں میں موجود یہ واقعہ بہت لمبا ہے اس کے جھوٹ ہونے کے دلائل اسی واقعہ میں بالکل واضح ہیں، شیعہ اس واقعہ کے ذریعے سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے علم کی تشییع کرنا چاہتے ہیں، مزید یہ بھی کہ یہ واقعہ متمم بالذب اور مجهول راویوں کی سند سے بیان کرتے ہیں، آپ ان انسانیوں کو شیعہ مصنف ابن بابویہ قمی کی کتاب "التوحید" صفحہ: 210 میں دیکھ سکتے ہیں۔

## دوم: محلہ کے موضوع پر تبصرہ

اسی سے ملتی جلتی ایک عبارت ابی علم کی کتابوں میں موجود ہے اور ان میں اس عبارت کے قاتل کا نہیں بتالیا گیا سرف اتنا ہے کہ سلف صالحین میں سے کسی نے کہا۔

چنانچہ شیعہ اسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"عبد الوہاب بن ابو الفرج مقدسی کہتے ہیں کہ: یہ بات سلف صالحین میں سے متعدد لوگوں سے منقول ہے کہ کسی سے پوچھا گیا: آپ کو معرفت الہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے حاصل ہوئی یا اللہ کی معرفت اللہ نے خود کروائی؟ تو انہوں نے کہا: مجھے معرفت الہی خود اللہ تعالیٰ نے عطا کی جبکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان اللہ کے ذریعے حاصل کی۔ اور اگر معرفت الہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے حاصل کرنا تواحشان اللہ تعالیٰ کی بجائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوتا! "ختم شدراز": "درء تعارض العقل والنقل" (25/9)

یہ بات کہ کرآن کا مقصود یہ ہوتا تھا کہ مومن اللہ اور اس کے رسول کی معرفت غالص اللہ تعالیٰ کی توفیق اور بدایت سے ہی حاصل کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات پر اپنی ذاتی سورج بچارے یہ قطعاً ممکن نہیں ہے، یہی بات اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں موجود ہے:

**[وَإِنَّمَا أَنْهَاكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَنْ يُطِيقُمْ فِي كُلِّيَّةٍ مِّنَ الْأَنْوَافِ] وَلَكُنَّ اللَّهُ جَبَّ إِيمَانَ الْأَيَّانَ وَزَرَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِيمَانَ الْمُهُرُّ وَأَفْسُقَهُ إِيمَانَ الْأَصْيَانَ أُولَئِكَ هُمُ الظَّاهِرُونَ \* فَهُنَّا مِنَ اللَّهِ وَنَعْلَمُهُ وَاللَّهُ عَلَيْهِ حِكْمَةٌ]** ترجمہ: جان لوکہ تمہارے درمیان اللہ کے رسول ہیں، وہ اگر بہت سے معاملات میں تمہاری بات مانے لگے تو تم مشقت میں پڑ جاؤ، لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی اور اسے تمہارے دلوں میں پر کشش بھی بنادیا، نیز تمہارے اندر کفر، گناہوں اور نافرمانی کی نفرست ڈال دی، یہی لوگ ہیں جو راہ راست پر ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے غالص فضل اور نعمت ہے، اور اللہ تعالیٰ جان نے والا اور حکمت والا ہے۔ [اجماعت: 7-8]

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

**[وَكُوْشِنَا لَأَسْتَيْنَاهُ نَفْرِيْجَهَا وَلَكْنَ حَقَّ الْتَّقْلُلُ مِنَ الْأَنْلَانَ بَحْتُمْ مِنَ الْجِنْيَهَا وَالْأَنْجَهِيْنَ]**

ترجمہ: اور اگر ہم چاہتے تو ہر جان کو اس کی رہنمائی دے دیتے، لیکن میری طرف سے فیصلہ اٹل ہو گیا کہ میں جسم کو سب جنوں اور انسانوں سے بھر دوں گا۔ [السجدة: 13]

لیکن اس کے ساتھ ساتھ بدایت کے اسباب اور وسائل کا انکار بھی نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بدایت کے اسباب بنائے ہیں اور ان میں سے سب سے بڑا سبب رسولوں کی دعوت اور تعلیم ہے۔

جیسے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اہل سنت میں جنہوں نے یہ کہا ہے کہ معرفت الہی اور ایمان دونوں ہی انسان کو اللہ تعالیٰ کے فضل، رحمت، رہنمائی اور خاص اللہ کی طرف سے حاصل ہوتی ہے۔ اس میں ان قدر یہ کارد بھی موجود ہے۔"

یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ معرفت فکر و نظر اور عقل سے حاصل ہو جی نہیں سکتی، اسی طرح یہ بھی اس کا مطلب نہیں ہے کہ رسولوں، علمائے کرام اور اہل ایمان کے سکھانے، بتلانے، اور دعوت دینے سے معرفت حاصل نہیں ہوتی۔

بلکہ یہ بات توبہ کے ہاں مسلمہ ہے کہ: دل میں علم لوگوں کی بتلائی اور وضاحت کی ہوئی باقتوں سے بھی پیدا ہو جاتا ہے، ان کی باتیں بسا اوقات عقلی دلیل کے لیے رہنمائی کرتی ہیں یا پھر ان کی باقتوں میں زمینی خطاں بیان ہوتے ہیں۔

اور بسا اوقات یہ علم دل میں غور و فخر اور استدلال و استنباط سے بھی حاصل ہو جاتا ہے، یا پھر خود سے مشاہدہ کرنے سے بھی علم حاصل ہوتا ہے۔

اور کبھی ذاتی کاوش کے بغیر اللہ تعالیٰ زبردستی انسان کو علم عطا کر دیتا ہے۔۔۔ یہ کیفیت اس وقت ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ مومنوں کے دلوں میں ایمان ڈالتا ہے، چاہے یہ ایمان بندے کی طرف سے اپنائے گئے کسی سبب کی بناء پر ہو مثلاً: وہ خود غور و فخر کرے، یا کوئی اور غور و خوض کرے، یا اس کے بغیر ہی دل میں ایمان پیدا ہو جائے۔ مذکورہ صورت اور اللہ تعالیٰ کے قضاؤقدار کی وجہ سے حاصل ہونے والے اسباب: سب کے سب اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے پر نعمت ہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہی سبب اور سبب عطا کیے ہیں۔

امّا اگر کوئی شخص یہ سمجھے کہ معرفت الہی اور ایمان ذاتی عقل و فخر اور استدلال سے حاصل ہو سکتا ہے جیسے کہ قدیر یہ کہتے ہیں تو وہ گمراہ ہے۔

مذکورہ سلف صاحبین نے اسی بات کی تردید کی ہے۔ "ختم شاذ: " درء تعارض العقل والنقل "(29-28/9)

واللہ اعلم